سبق : ۱۵

وطن دوست، مولانا مظہر الحق ؒ

جب کسی قوم کو بیدار کرنا ہو، تو اس کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ اس قوم کو، ان لوگوں کی زندگی کا مطالعہ کرنے کی طرف راغب کیا جائے ، جنہوں نے دنیا میں ایثار اور قربانی کی مثالیں پیش کی ہوں ، مولانا مظہر الحق اپنے وطن عزیز ہندوستان کے گنے چنے لوگوں میں تھے، جن پر زمانہ بجا طور پر فخر کرسکتا ہے، انہوں نے اپنی ساری زندگی قومی بیداری اور قومی ایکتا کے لئے وقف کردی تھی۔ ہندوستان کی سیاست میں شرافت، صداقت اور فقیری کا لفظ آنجہانی موہن داس کرم چند گاندھی کے نام کے بعد مولانا مظہر الحق کا نام لیا جاتا ہے۔

عظیم آباد (پٹنہ) ضلع کے منیر شریف سے کچھ دور ''بہہ پورا'' نامی گاؤں میں ۲۲ر دسمبر ۱۸۶۶ء کو مولانا مظہر الحق صاحب کی پیدائش ہوئی تھی۔ ان کے والد ماجد کا نام شیخ احمد اللہ تھا، جو ایک اوسط درجہ کے زمیندار تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار کی سرپرستی میں حاصل کی۔ بہہ پورا مڈل اسکول سے کامیاب ہوکر پٹنہ کالیجیٹ ہائی اسکول میں داخلہ لیا اور وہاں سے میٹرک امتیازی نمبروں سے پاس کیا اور پٹنہ کالج میں آئی اے میں داخلہ لیا۔ وہاں سے پاس کرنے کے بعد کنگ کالج لکھنؤ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی، بیرسٹری کی تعلیم کے لئے برطانیہ (لندن) گئے، اور بیرسٹری کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ لندن میں ''انجمن اسلامیہ'' کی بنیاد ڈالی تاکہ دنیا کے مسلمان آپس میں متحد ہوکر غریبوں کی تعلیمی اور معاشی خوشحالی کے لئے جدوجہد کرسکیں، وہی انجمن، فروغ پاکر ''پان اسلامک سوسائٹی'' کے نام سے مشہور ہوئی۔

مولانا مظہر الحق صاحب ایک گورے چٹے خوبصورت آدمی تھے۔ داڑھی مونچھ صاف، اور سوٹ میں

ملبُوس دیکھ کر ہر شخص انہیں انگریز ہی سمجھنے لگتا تھا۔انہوں نے ۱۹۰۰ء میں صوبہ بہار کے مشہور ضلع سیوان کے ''فرید پور'' نامی گاؤں میں ''آشیانہ'' نام کی اپنی ایک رہائش گاہ تعمیر کرائی تھی۔ ''آشیانہ'' کو ملک کے مشہور رہنماؤں یعنی گاندھی جی، پنڈت موتی لال نہرو، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، سروجنی نیڈو، ڈاکٹر مختار احمد انصاری اور پنڈت مدن موہن مالویہ جیسے حضرات کی میزبانی کا شرف حاصل رہا ہے۔ ہمارے پہلے صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر راجندر پرساد کا تو ''آشیانہ'' گھر آنگن ہی تھا۔ ۱۸۹۱ء میں مولانا موصوف لندن سے اپنے وطن ہندوستان لوٹے، پہلے کلکتہ اور بعد میں پٹنہ میں بیرسٹری شروع کی اور مسٹر حسن امام بیرسٹر کے ہمراہ ملک کو آزاد کرانے کی سرگرمیوں میں دلچسپی لینے لگے۔ وہ کئی زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی، انگریزی اور فرانسیسی پر پورا عبور رکھتے تھے اور کتابوں کے مطالعہ میں رات کا وقت صرف کرتے تھے۔ انہیں باغبانی کرنے، نئی نسل کے کتوں کو پالنے، قسم قسم کے پرندوں کو جمع کرنے اور ان پر تحقیق کرنے میں بہت دلچسپی رکھتے تھے۔

انہوں نے گاندھی جی کے ''قومی تعلیمی پالیسی'' کو کافی تقویت بخشی۔ بہار نیشنل کالج (بی این کالج) اور بہار ودیاپیٹھ کے بانیوں میں مولانا موصوف کا نام سرفہرست ہے۔ انہوں نے پٹنہ میں اپنے باغ کے طویل حصہ میں ''صداقت آشرم'' کی بنیاد ڈالی، جو اس وقت سے آج تک قومی اور فلاحی تحریکوں کا مرکز اور کانگریس پارٹی کا صدر دفتر بنا ہوا ہے۔ مولانا موصوف نے انگریزی میں ''مدرلینڈ'' اخبار بھی نکالا تھا اور ایک ''صداقت پریس'' بھی قائم کیا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ جسمانی اور روحانی اور قومی خدمات کی صلاحیتوں سے مالامال تھے۔ ان کا بنیادی اور اولین مقصد ہندو مسلم اتحاد قائم کرنا تھا، وہ اس کی کامیابی کے لئے دن رات محنت کیا کرتے تھے، وطن عزیز ہندوستان کی آزادی کی والہانہ وابستگی کے سبب انہیں صفِ اول کے مجاہدین آزادی کی صف میں شامل کیا جاتا ہے۔

ملبوس دیکھ کر ہر شخص انہیں انگریز ہی سمجھنے لگتا تھا۔انہوں نے ۱۹۰۰ء میں صوبہ بہار کے مشہور ضلع سیوان کے ''فرید پور'' نامی گاؤں میں ''آشیانہ'' نام کی اپنی ایک رہائش گاہ تعمیر کرائی تھی ۔''آشیانہ'' کو ملک کے مشہور رہنماؤں یعنی گاندھی جی، پنڈت موتی لال نہرو، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، سروجنی نیڈو، ڈاکٹر مختار احمد انصاری اور پنڈت مدن موہن مالویہ جیسے حضرات کی میزبانی کا شرف حاصل رہا ہے۔ ہمارے پہلے صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر راجندر پرساد کا تو ''آشیانہ'' گھر آنگن ہی تھا۔۱۸۹۱ء میں مولانا موصوف لندن سے اپنے وطن ہندوستان لوٹے، پہلے کلکتہ اور بعد میں پٹنہ میں بیرسٹری شروع کی اور مسٹر حسن امام بیرسٹر کے ہمراہ ملک کو آزاد کرانے کی سرگرمیوں میں دلچسپی لینے لگے ۔ وہ کئی زبانوں یعنی اردو، فارسی ،عربی ، انگریزی اور فرانسیسی پر پورا عبور رکھتے تھے اور کتابوں کے مطالعہ میں رات کا وقت صرف کرتے تھے۔انہیں باغبانی کرنے، نئی نسل کے کتوں کو پالنے، قسم قسم کے پرندوں کو جمع کرنے اور ان پر تحقیق کرنے میں بہت دلچسپی رکھتے تھے۔

انہوں نے گاندھی جی کے ''قومی تعلیمی پالیسی'' کو کافی تقویت بخشی ۔ بہار نیشنل کالج (بی این کالج) اور بہار ودیاپیٹھ کے بانیوں میں مولانا موصوف کا نام سرفہرست ہے۔انہوں نے پٹنہ میں اپنے باغ کے طویل حصہ میں ''صداقت آشرم'' کی بنیاد ڈالی، جو اس وقت سے آج تک قومی اور فلاحی تحریکوں کا مرکز اور کانگریس پارٹی کا صدر دفتر بنا ہوا ہے۔مولانا موصوف نے انگریزی میں ''مدر لینڈ'' اخبار بھی نکالا تھا اور ایک ''صداقت پریس'' بھی قائم کیا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ جسمانی اور روحانی اور قومی خدمات کی صلاحیتوں سے مالا مال تھے۔ان کا بنیادی اور اولین مقصد ہندو مسلم اتحاد قائم کرنا تھا، وہ اس کی کامیابی کے لئے دن رات محنت کیا کرتے تھے، وطن عزیز ہندوستان کی آزادی کی والہانہ وابستگی کے سبب انہیں صفِ اول کے مجاہدین آزادی کی صف میں شامل کیا جاتا ہے۔

١٩٢٥ء میں اپنی زندگی کے آخری دنوں میں وہ لمبی داڑھی رکھنے لگے، معمولی کھدر کا کُرتا اور پاجامہ پہنتے اور خداترسی و پارسائی کے اصولوں پر ہمیشہ کاربند رہتے۔ فرید پور گاؤں (ضلع سیوان) میں اپنے تعمیر کردہ ''آشیانہ'' میں بالکل فقیرانہ زندگی گزارتے اور ساتھ ہی ساتھ قومی و تعلیمی بیداری کے کاموں میں دن رات مصروف رہا کرتے تھے۔

افسوس صد افسوس کہ ۲ر جنوری ۱۹۳۰ء کو وطن دوست عظیم رہنما مولانا مظہر الحق صاحب کا انتقال ہوگیا یعنی ہندو مسلم اتحاد کی وہ شمع گل ہوگئی، پورا ہندوستان اور خاص کر پورا بہار ماتم سرا بن گیا۔ ایسے میں سرفروشان وطن شخصیت کی پیروی کر کے ہم اپنی عزت، حرمت اور وطن کی آزادی کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

(سید اسمٰعیل حسنین نقوی)

1 سوچئے اور جواب دیجئے:

۱۔ قومی رہنماؤں کی سوانح عمری (زندگی کے حالات) پڑھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

۲۔ مولانا مظہر الحق صاحب کی مختصر سوانح حیات آسان اردو میں لکھئے

۳۔ ''آشیانہ'' سے متعلق اپنی واقفیت کا اظہار کیجئے۔

۴۔ مولانا مظہر الحق صاحب کے کئے گئے کاموں کی فہرست بنائیے

۵۔ ''آشیانہ'' میں کون کون سے قومی رہنما آیا کرتے تھے

2. نیچے لکھے لفظوں کے معنی بتائیے:

راغب، فخر، بیداری، وقف، سرپرستی، مطالعہ، صداقت
مالامال، والہانہ، آشرم، آشیانہ، حرمت، اتحاد

3. نیچے لکھے ہوئے لفظوں سے جملے بنائیے:

داخلہ، اوسط، شرافت، ایثار، عظیم آباد، امتیاز، انجمن، ملبوس، میزبانی، گھر آنگن

4. ہندوستان کی آزادی پر دس سطریں لکھیے۔

5. خوش خط لکھیے:

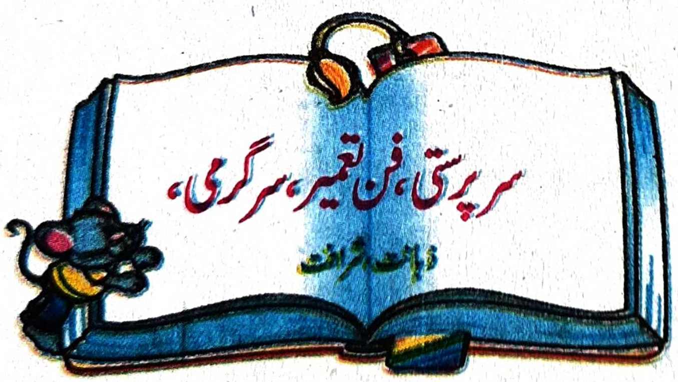

برائے مطالعہ

اردو زبان

اردو زباں ہماری — دنیا میں سب سے پیاری
پڑھنے میں بھی ہے آساں — لکھنے میں بھی ہے آساں
میٹھی زبان ہے یہ — کیا خوش بیان ہے یہ
سب اس کو چاہتے ہیں — عظمت کو مانتے ہیں
ایسے حروف ان کے — جن سے حروف مہکے
شاعر نے اس کو چاہا — اوروں نے بھی سراہا
دامن میں اس کے الفت — ہے اپنی شان و شوکت